خاندانی منصوبہ بندی کی شرعی حیثیت

تحریر: شہباز احمد چشتی ایڈووکیٹ

مغرب میں جب سے آزادی کی تحریکوں کا آغاز ہوا ہے ہر چیز کو اقلیتی فکر کے پیمانوں سے ماپا جانے لگا ہے بھلا اگر ہر چیز مادی ترازو میں ہی تولی جائے تو پھر اس کی صداقت اور قطعیت کی گواہی کیسے دی جا سکتی ہے؟ کیونکہ اکتسابی علم خواہ کتنا ہی وسیع اور گہرا کیوں نہ ہو، بہرحال وہ جزوی مشاہدات پر مبنی ہوتا ہے جس میں نئے مشاہدات کا اضافہ پرانے اخذ کردہ نتائج کو جھٹلاتا ہے جس سے علم کی کم مائیگی کا احساس ہوتا ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ مغرب میں جو نظریہ یا تصور ایک وقت میں بڑی شدومد سے پیش کیا گیا بلکہ اسے حتمی ڈاکٹرائن سمجھا گیا کچھ ہی عرصہ بعد اس نظریہ کو جھوٹا قرار دے کر ایک نئی تھیوری کی بنیاد رکھ دی گئی، مغرب کی علمی و سائنسی تاریخ ایسے ہی مفروضات پر مبنی ہے میرے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ مغربی دانش کا رشتہ ہمیشہ وحی الٰہی سے منقطع ہی رہا ہے جس چیز کو وہ وحی سمجھتے رہے وہ وحی نہیں تھی اور جو اصلی وحی تھی اس میں اس قدر تحریفات ہو چکی تھیں کہ وہ انسانی اور الہامی افکار کا مغلوبہ بن چکی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مغربی فکر الہامی ہدایت کے دوائر سے باہر ہی رہی اور کفر و ایمان کی سیڑھیاں چڑھتی اترتی رہی۔

جہاں تک خاندانی منصوبہ بندی کا تعلق ہے یہ بھی یہودی ذہن کی اختراع ہے۔ مغربی مفکروں کا خیال ہے کہ ہر روز لاکھوں بچے پیدا ہو رہے ہیں اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو نہ صرف وسائل حیات کم پڑ جائیں گے بلکہ یہ زمین بھی بوجھل ہو جائے گی اور بالآخر ایک دن آبادی کا یہ ٹم یوں پھٹے گا کہ یہ دنیا تباہی سے دوچار ہو جائے گی۔ اس تصور کے جواز اور عدم جواز کا جائزہ لینے سے قبل یہ جاننا ضروری ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی سے مراد کیا ہے۔

خاندانی منصوبہ بندی کیا ہے؟

خاندانی منصوبہ بندی یا فیملی پلاننگ سے مراد یہ ہے کہ انسانی زندگی میں مصنوعی اور غیر فطری طریقے اختیار کر کے شرح پیدائش کو روکا جائے تاکہ خوشحال زندگی ممکن ہو سکے "کم بچے خوشحال گھرانہ" کا نعرہ اسی تصور پر مبنی ہے۔

☆ الضرورات تبيح المحظورات ☆ ضرورتیں ممنوعات کو مباح کر دیتی ہیں ☆

خاندانی منصوبہ کے طریقے :

بچوں کی پیدائش کو روکنے کے لئے جو مصنوعی طریقے اختیار کئے جاتے ہیں ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں :

۱۔ عورت کی رحم میں لوپ (Loop) یعنی چھلہ نما ایسی چیز رکھنا جس کی وجہ سے مادۂ منویہ رحم میں استقرار نہ پکڑ سکے۔

۲۔ گولیوں وغیرہ سے حمل کا گرا دینا۔

۳۔ کیمیکل طریقے اختیار کرنا جن میں کریم وغیرہ کا استعمال بھی ہوتا ہے۔

۴۔ کنڈوم (Condom) یعنی ساتھی وغیرہ کا استعمال کر کے حمل کو روکنا۔

۵۔ ٹیکوں وغیرہ سے حمل گرا دینا یا ٹھہرنے ہی نہ دینا جیسے سبز ستارے والا ٹیکہ۔

۶۔ مرد و عورت کی نس بندی کرنا یعنی بچے پیدا کرنے کی صلاحیت کو عملاً ختم کر دینا۔

۷۔ عزل کرنا۔

عزل کیا ہے؟

عزل یہ ہے کہ اگر مزید بچے پیدا کرنے کی خواہش نہ ہو تو بیوی سے صحبت کرتے ہوئے انزال کے وقت بیوی سے علیحدہ ہو جانا تا کہ مرد کا سپرم (Sperm) عورت کے اووم (Ovum) سے مل نہ سکے۔

جمہور فقہاء کے نزدیک شرعاً عزل کی اجازت دی گئی ہے۔

عزل کے جواز میں دلائل :

جن احادیث کی بنیاد پر فقہاء نے عزل کی اجازت دی ہے ان میں سے صرف دو احادیث پیش کر رہا ہوں تا کہ مسئلہ واضح ہو سکے۔

۱۔ مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "**کنا نعزل علی عهد النبی صلی الله علیه وسلم والقرآن ینزل**"

ترجمہ: "ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں عزل کرتے تھے اور قرآن نازل ہو رہا تھا۔" اور

قرآن کے نازل ہونے کا معنیٰ یہ ہے کہ اگر عزل ناجائز ہوتا تو وحی کی صورت میں اس کی ممانعت نازل ہوجاتی چونکہ عزل کی ممانعت یا حرمت نازل نہیں ہوئی اس لئے یہ جائز ہے۔

۲۔ دوسری حدیث امام ترمذی نے اپنی صحیح میں باب النکاح میں نقل کی ہے یہ حدیث بھی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"عن جابر قلنا یارسول اللہ انا کنا نعزل فزعمت الیھود انہ' الموودۃ الصغریٰ فقال کذبت الیھود ان اللہ اذا اراد ان یخلقہ لم یمنعہ'۔"

ترجمہ: حضرت جابر سے مروی ہے کہ ہم نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم عزل کرتے تھے تو یہودیوں نے کہا کہ یہ زندہ درگور کردینے کی چھوٹی قسم ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہودیوں نے جھوٹ کہا ہے جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو کوئی چیز اس کو روک نہیں سکتی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہود کے قول کو رد فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عزل کی اجازت عنایت فرمائی ہے۔

ان احادیث سے بعض لوگ خاندانی منصوبہ بندی کے جواز کی سند حاصل کرتے ہیں جبکہ بعض عزل کو تو جائز سمجھتے ہیں مگر خاندانی منصوبہ بندی کے مروجہ طریقوں کو خلافِ شرع گردانتے ہیں۔ اس بحث کو کسی نتیجہ خیز صورتحال پر پہنچانے سے قبل دونوں طبقہ ہائے فکر کے دلائل اپنے قارئین کی خدمت میں پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ ان کی روشنی میں بات کو آگے بڑھایا جاسکے۔

خاندانی منصوبہ بندی کے جواز کے دلائل:

جو لوگ خاندانی منصوبہ بندی یا فیملی پلاننگ کو جائز سمجھتے ہیں انکے دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ عزل کی اجازت دی تھی اس لئے برتھ کنٹرول کے مروجہ طریقے جن میں ادویات کا استعمال، آپریشن اور کنڈوم کا استعمال شامل ہیں یہ سب جائز ہیں اور یہ عزل میں ہی شمار ہوں گے۔

۲۔ حمل ٹھہرنے نہ دیا جائے یا جلد گرادیا جائے تو یہ انسانی قتل کے زمرے میں نہیں آتا کیونکہ وہ ایک نطفہ ہی تو ہوتا ہے۔

۳۔ چھوٹا خاندان ہونے کی وجہ سے معاشی ناہمواریوں سے نجات مل جاتی ہے اور ایک انسان اپنے کنبے سمیت پرسکون زندگی گزار سکتا ہے۔

۴۔ علامہ ابن قیم نے زادالمعاد میں لکھا ہے کہ اگر کثرتِ تعداد کی ضرورت نہ ہوتو عزل یا کسی بھی طریقے سے حمل روکا جاسکتا ہے۔

خاندانی منصوبہ بندی کے عدم جواز کے دلائل:

جن علماء کے نزدیک خاندانی منصوبہ بندی جائز نہیں ان کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ اس نیت سے فیملی پلاننگ کرنا کہ پیدا ہونے والے بچے رزق کی کمی کی وجہ سے ہلاک ہو جائیں گےشرعاً ناجائز ہے کیونکہ ہر چیز کے رزق کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمے لے رکھی ہے۔قرآنِ مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے"زمین پر چلنے والی ہر (ذی روح) چیز کا رزق ہمارے ذمے ہے۔" لہٰذا حمل ٹھہرنے نہ دینا یا حمل گرا دینا اللہ تعالیٰ کی شان رزاقی کا انکار کرنے کے مترادف ہے۔

۲۔ یہودی مفکروں نے زیادہ بچوں کے خوف سے خاندانی منصوبہ بندی کے طریقے تو گڑھ لئے ہیں لیکن انہوں نے اپنے زرخیز دماغوں کو استعمال کر کے یہ نہیں سوچا کہ آسٹریلیا کا آدھا براعظم بے آباد پڑا ہے۔شمالی اور جنوبی امریکہ کے براعظم بہت کم آبادی رکھتے ہیں بلکہ پاکستان کا صرف ایک چوتھائی رقبہ زیر کاشت ہے اور اس کے آبی وسائل میں سے تین چوتھائی فضول سمندر میں گر رہے ہیں۔ بھلا ان وسائل کو استعمال میں لا کر دنیا کے غیر آباد خطوں کو آباد کیوں نہیں کیا جاتا۔

۳۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد گرامی اپنے ماں باپ کے بارہویں بیٹے تھے اور حضرت یوسف علیہ السلام اپنے والدین کے گیارہویں بچے تھے،اندازہ فرمائیں کہ فطرت کے اصول کتنے نرالے ہیں کہ ان دو خاندانوں کے نو یا دس بچے معمولی زندگی گزارتے ہیں لیکن گیارہواں اور بارہواں بچہ انسانیت کی نئی تاریخ رقم کرتے ہیں اور تہذیب وتمدن کا بانی قرار پاتا ہے بلکہ روس کا مایہ ناز کیمیا دان مینڈلیو اپنے والدین کا چودھواں بچہ تھا۔

۴۔ یہ تصور ہی بنیادی طور پر غلط ہے کہ زیادہ بچے ہوں گے تو ان کی تعلیم وتربیت کا اہتمام صحیح نہیں

☆العادة محكمة ☆ عادت کو حکم بنایا گیا ہے یعنی فیصلہ عرف کے مطابق ہوگا

ہو سکے گا بعض خاندان ایسے ہیں جو امیر بھی ہوتے ہیں اور ان کے ایک یا دو بچے ہوتے ہیں لیکن بالکل نکھٹو اور جاہل ہوتے ہیں جبکہ بعض خاندانوں کے گیارہ گیارہ بچے ہوتے ہیں لیکن وہ انتہائی سنجیدہ، پڑھے لکھے اور باروزگار ہوتے ہیں۔

۵۔ فیملی پلاننگ کے فضائل وفوائد بیان کرنے والے اسکالرز یہ بھول جاتے ہیں کہ جن امریکی اور یورپی دانشوروں کی فکری تحریک کی آڑ میں وہ دنیا سے آبادی کا بوجھ کم کرنے میں مصروف کار ہیں ان کی منافقت کا یہ عالم ہے کہ وہ انسانوں سے زیادہ کتوں اور بلیوں سے پیار کرتے ہیں اس لئے صرف ریاستہائے متحدہ امریکہ میں ہر سال پالتو جانوروں کی خوراک پر دو ارب ڈالر خرچ کئے جاتے ہیں اگر یہ رقم وسائل زندگی پیدا کرنے میں صرف کی جائے تو کیا دنیا امن کا گہوارہ نہیں بن سکتی۔

۶۔ المعرفہ للبیہقی کی روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''نکاح کرو اور نسل بڑھاؤ کیونکہ میں تمہاری کثرت کی وجہ سے قیامت کے دن دوسری امتوں پر فخر کروں گا خواہ یہ کثرت نامکمل بچہ کی وجہ سے ہی کیوں نہ ہو۔''

لہٰذا ثابت ہوا کہ فیملی پلاننگ کی ترغیب دلانا، اشتہار بازی کرنا اور بلاضرورت مختلف طریقوں سے مانع حمل ادویات استعمال کرنا جہاں اسلام کی روح کے خلاف ہے وہاں تولید کے فطری تقاضوں کے بھی خلاف ہے اس لئے خاندانی منصوبہ بندی خلافِ شرع ہونے کے ساتھ ساتھ خلافِ فطرت بھی ہے لیکن شدید ضرورت اور حاجت کے وقت حمل کا گرانا یا ضائع کرنا ایک بالکل دوسری بات ہے۔

اسقاطِ حمل کا مسئلہ:

خاندانی منصوبہ بندی کی ایک صورت یہ ہے کہ رحم مادر میں حمل ٹھہرنے کے بعد ادویات یا انجیکشن کے ذریعے ختم کروا دینا یا ویسے رحم کی صفائی کروا دینا تاکہ بچہ پیدا نہ ہو سکے اب اس مسئلے کا شرعی حل جاننے سے قبل یہ جاننا ضروری ہے کہ جب مرد وعورت کے تولیدی جرثومے (Creative Cell) آپس میں ملتے ہیں جن سے رحم میں استقرار حمل ہوتا ہے تو اس کے بعد بچہ جننے تک قرآنِ مجید کی رو سے اس کے سات مراحل ہوتے ہیں جن کو آج کی میڈیکل سائنس بھی درست مانتی ہے اور وہ یہ ہیں:

ماجاز لعذر بطل بزوالہ ☆ جس کا استعمال عذر کی وجہ سے جائز ہو عذر ختم ہوتے ہی جواز بھی ختم ہو جائے گا

(۱) سلالہ (۲) نطفہ (۳) علقہ (۴) مضغہ (۵) عظام (ہڈیاں) (۶) لحم (گوشت) اور (۷) مکمل انسانی ڈھانچہ۔ یہ سات مراحل تقریباً ایک سو اسی دن یعنی چار ماہ میں مکمل ہوتے ہیں۔ ان مراحل کی تکمیل کے بعد اس ڈھانچے کے اندر روح پھونکی جاتی ہے۔ جس کے بعد بقیہ بڑھوتری (Growth) کا عمل شروع ہوتا ہے اور بالآخر ۲۷۰ ایام یعنی ۹ ماہ کے بعد ایک انسانی بچے کی ولادت ہوتی ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا حمل کو ضائع کرنا بچے یا بچی کے قتل کے زمرے میں آتا ہے یا نہیں؟

فقہاء نے اس ضمن میں بڑی تفصیلی بحث کی ہے کہ اگر حمل چار ماہ سے قبل گرا دیا جائے تو وہ چونکہ انسانی بچہ یا بچی نہیں بلکہ جان پڑنے سے قبل محض ایک نطفہ ہی ہوتا ہے اس لئے اسکا گرانا قتل اولاد کے زمرے میں نہیں آئے گا جیسا کہ عزل کی صورت میں پانی کے گرا دینے کو قتل شمار نہیں کیا جاتا، ہاں البتہ چار ماہ کے بعد جب اس میں جان پڑ جاتی ہے اس وقت اس کو ضائع کرنا یا حمل کا گرانا بلاشبہ انسانی قتل کے زمرے میں آئے گا اس کی بنیاد وہ حدیث نبوی ہے جس کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے کہ:

”حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا نطفہ ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک رہتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس کو جما ہوا خون بنا دیتے ہیں پھر چالیس دن بعد اللہ تعالیٰ اس کو گوشت کا لوتھڑا بنا دیتے ہیں، پھر چالیس دن بعد اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے اور اس کو حکم دیتا ہے کہ اس کا عمل اس کا رزق، اس کی موت اس کا شقی یا سعید ہونا لکھ دو پھر اس میں روح پھونک دی جاتی ہے۔“ (جلد اوّل، صفحہ ۴۵۶)

لہٰذا چار ماہ سے قبل عند الضرورت مجبوری کی بناء پر حمل کا گرانا جائز ہوگا لیکن چار ماہ بعد بلاضرورت شرعی حمل کا گرانا انسانی بچے کا قتل ہی شمار ہوگا اور فقہاء نے اس سلسلہ میں بڑا سخت فتویٰ دیا ہے کہ اگر اسقاطِ حمل سے قبل بچہ زندہ ہو اور حمل گرا دیا جائے تو جرم کرنے والے پر دیت (خون بہا) واجب ہوگی اور اگر بچہ مردہ ہو اور حمل گرایا جائے تو کم از کم عقوبت مالیہ اور جرمانہ و تاوان تو ضرور ہوگا۔ لیکن یہ بات واضح رہے کہ اگر میڈیکل ٹیسٹ وغیرہ سے یہ بات یقینی طور پر ثابت ہو جائے کہ بچہ ماں کے پیٹ میں زندہ یا مردہ ایسی حالت میں ہے جس سے عورت کی زندگی کو خطرہ ہے

تو پھر فقہی قاعدہ کی رو سے بڑے نقصان سے بچنے کے لئے چھوٹا نقصان قبول کر لیا جائے گا اور عورت کا پیٹ چاک کر کے بچہ نکال لیا جائے گا تاکہ عورت کی زندگی کا چراغ گل نہ ہو سکے کیونکہ ماں اصل ہے اور بچہ اس کی فرع ہے اصل کی بقا کے لئے فرع کا ضیاع جائز ہوگا۔

راقم الحروف کا تجزیہ:

میرے نزدیک خاندانی منصوبہ بندی دراصل میاں اور بیوی کا پرائیویٹ مسئلہ ہے۔ اگر مرد اور عورت خود آپس میں طے کر لیں کہ وہ زیادہ بچوں کی صحیح دینی، اخلاقی اور روحانی تعلیم و تربیت نہیں کر سکیں گے یا مزید بچے کی پیدائش سے عورت کی صحت بگڑنے کا احتمال ہو یا کسی بیماری کی وجہ سے ازخود پیدا ہونے والے بچے کے معذور پیدا ہونے کا احتمال ہو تو میاں بیوی مانع حمل ذرائع جیسے عزل وغیرہ اختیار کر سکتے ہیں لیکن حکومتی سطح پر لاکھوں کروڑوں روپے خرچ کر کے خاندانی منصوبہ بندی کے نت نئے طریقے متعارف کروانے اور باقاعدہ ایک محکمے کی صورت میں مختلف ادویات استعمال کر کے لاشعوری طور پر بچے پیدا کرنے کی صلاحیت ختم کرنا بالکل ایک قبیح فعل ہے۔

مسلمانوں کے لئے مغرب کی اندھی تقلید میں خاندانی منصوبہ بندی کو قبول کرنا اور اس کی تشہیر پر کروڑوں روپے خرچ کرنا قطعاً درست نہیں کیونکہ مسلم معاشرے کی اپنی اخلاقی اور روحانی اقدار ہوتی ہیں جن کو مٹانا اسلام کے نظام حیات کا انکار کرنے کے مترادف ہے۔ پاکستان میں غیر ملکی فنڈنگ پر پلنے والی این جی اوز شور مچاتی رہتی ہیں کہ ملک میں گنجائش سے زیادہ افراد (Over Crowded) ہوتے جا رہے ہیں حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ پاکستان میں شرح آبادی بہت سے ملکوں سے کم ہے مثلاً ہمارے ہاں آبادی کی شرح ۹۶ افراد فی مربع کلو میٹر ہے جبکہ اسرائیل کی آبادی ۲۹۱ افراد فی مربع کلو میٹر ہے لیکن اس کے باوجود اسرائیلی حکومت شرح پیدائش میں اضافہ اور دوسرے یہودیوں کو اسرائیل میں بسانے کے لئے اقدامات کر رہی ہے اور ہم ہیں کہ آبادی میں اضافے کے خوف سے ہلکان ہوئے جا رہے ہیں۔ بیشتر ملک ایسے ہیں جو آبادی میں اضافے کے حامی ہیں تاکہ نیا خون شامل ہوتا رہے اور پیداوار میں اضافہ ممکن ہو سکے کچھ عرصہ قبل سنگاپور کی خبر تھی کہ وہاں حکومت نے اعلان کیا ہے کہ جو عورتیں مائیں بنیں گیں انہیں خصوصی مراعات دی جائیں گئیں۔ لیکن ہمارے ارباب بست وکشاد نجانے یہ بات کیوں بھول جاتے ہیں کہ جو بچہ دنیا میں آ رہا

ہے وہ خالی ایک منہ یا ایک پیٹ ہی نہیں بلکہ اپنے ساتھ دو ہاتھ اور دو پاؤں بلکہ ایک تر و تازہ دماغ بھی لے کر آ رہا ہے آپ اس بچے کے دنیا میں آنے سے روکنے کے ذرائع اختیار کرنے کی بجائے اس کے لئے بہتر زندگی گزارنے کے مواقع فراہم کیوں نہیں کرتے؟

دراصل یہ سارے گورکھ دھندے تہذیب مغرب کی پیداوار ہیں۔ مغربی اور امریکی معاشروں کے متکبرانہ رویوں کا یہ عالم ہے کہ ایک مرتبہ ایک امریکی خاتون کہنے لگیں کہ امریکہ ساری دنیا کو رزق فراہم کرنے والا ملک بن چکا ہے بھلا دیگر ممالک اپنا اناج خود کیوں نہیں پیدا کرتے۔ اس پر ایک شخص نے سوال کیا بی بی جب امریکہ نہیں تھا تو دنیا کو رزق کون دیتا تھا یہ سن کر وہ عورت حواس باختہ ہوگئی۔ ہماری حکومتیں خاندانی منصوبہ بندی کے طریقے متعارف کروانے کے لئے جتنے وسائل برباد کر رہی ہیں روزانہ مختلف ٹی وی چینلز پر لاکھوں کے اشتہارات دیئے جاتے ہیں، کروڑوں کی ادویات تیار کی جاتی ہیں کیونکہ کچھ عرصہ قبل بیگم عطیہ عنایت اللہ نے اپنی وزارت کے دور میں کہا تھا کہ وہ ملک کی چالیس فیصد خواتین تک مانع حمل ادویات پہنچا ئیں گیں۔ ان نابکاروں سے کوئی پوچھے کہ اتنے کروڑوں اربوں روپے کے وسائل کو آپ بے روزگاروں کو روزگار فراہم کرنے، ناخواندہ جوانوں کو تعلیم یافتہ بنانے، سائنس وٹیکنالوجی کو فروغ دینے اور غربت کے خاتمے کے لئے نئی انڈسٹریز اور کارخانوں کے قیام پر خرچ کیوں نہیں کرتے تاکہ بیروزگار، جاہل اور منشیات کے عادی لوگ معاشرے کے کارآمد شہری بن سکیں۔

اصل بات یہ ہے کہ انسان نے جب بھی اپنا رشتہ وحی الٰہی سے توڑا ہے نامرادی ہی اس کا مقدر ٹھہری ہے، جو معاشرے ٹھوس اخلاقی بنیادوں پر قائم نہ ہوں وہ کچھ عرصہ بعد خود ہی اجڑ جایا کرتے ہیں خاندانی منصوبہ بندی کا فروغ کوئی انسانیت کی خدمت نہیں بلکہ برائی کے ذرائع سستے کرنے اور جرائم پیشہ افراد کی راہیں کشادہ کرنے کے مترادف ہے۔ آپ خود غور فرمائیں کریں، خاندانی منصوبہ بندی کے ذرائع متعارف ہونے سے قبل بدکاری کے عادی لوگ ڈرتے نہیں تھے کہ کہیں استقرارِ حمل سے معاشرے میں وہ رسوا نہ ہو جائیں لیکن اب فیملی پلاننگ والوں نے ایسے دیوسوں کے لئے کام آسان کر دیا ہے بلکہ امریکہ کے ٹیلی ویژن چینلز پر تو یہ اشتہار کچھ عرصہ قبل تک بڑے تواتر کے ساتھ چلتا رہا ہے کہ مائیں اپنی بچیوں کو اسکولز بھیجنے سے قبل ان کے بستوں میں کنڈوم رکھنا نہ بھولیں۔ اندازہ فرمائیں مغربی تہذیب کس قدر ڈھٹائی کے ساتھ اپنی نسل نو کو فحاشی کے راستے

پر ڈال رہی ہے اور ہمارے نام نہاد الیکٹرانک دانشور مغربی تہذیب کی اتباع میں فیملی پلاننگ کے فوائد بتاتے نہیں تھکتے۔

اس ننگ انسانیت تہذیب کے اخلاقی دیوالیہ کا ذکر کرتے ہوئے دانائے راز علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا۔

بیکاری و عریانی و مے خواری و افلاس
کیا کم ہیں فرنگی مدنیت کے فتوحات

یہ حوریاں فرنگی دل و نظر کا حجاب
بہشت مغربیاں جلوہ ہائے پابرکاب

وہ آنکھ کہ ہے سرمۂ افرنگ سے روشن
پر کار و سخن ساز ہے نمناک نہیں ہے

چہروں پر جو سرخی نظر آتی ہے سرشام
غازہ ہے یا ساغر و مینا کی کرامات

ماہنامہ کاروان قمر کا امام نورانی نمبر شائع ہو گیا

قمر الاسلام گریجوایٹس ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام

دار العلوم قمر الاسلام سلیمانیہ کراچی سے

مولانا محمد صحبت خان کوہاٹی..................اور..................ڈاکٹر نور احمد شاہتاز

کے زیر ادارت شائع ہونے والے ماہنامہ کاروان قمر نے قائد اہلسنت قائد ملت اسلامیہ مجدد مائۃ حاضرہ علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی کی خدمات پر شاندار خصوصی نمبر شائع کیا ہے۔ قارئین اپنی کاپی فوراً حاصل کرلیں۔ خوبصورت ٹائیٹل، عمدہ طباعت، ۲۱۶ صفحات مضامین خوب تر۔ تحریریں جاندار۔ صرف ۵۰ روپے میں ایک مکمل کتاب۔

البینة علی من ادعی والیمین علی من انکر ☆ گواہ لانا مدعی کے ذمہ اور قسم منکرِ دعوی کے ذمہ ہے